پروفیسر مواہب فاخوذی

رویتِ ہلال

رویتِ ہلال میں اختلاف کے باعث مختلف مقامات میں روزہ اور عیدین کی تاریخیں مختلف ہوجاتی ہیں، اور انھیں وہ عالمگیر یکسانی باقی نہیں رہتی، جو اسلامی عبادات و تقاریب میں ہونی چاہیئے۔ شام و لبنان اور مصر کے طول البلد میں برائے نام فرق ہے۔ لیکن اس سال شام و لبنان میں چہار شنبہ کا روزہ ہوا اور مصر میں پنجشنبہ کا۔ عید الفطر کے موقع پر تقریباً ہر سال یہ تماشا ہوتا رہتا ہے کہ ایک ہی شہر کے مختلف محلوں میں ایک دن کے فرق سے عید منائی جاتی ہے۔ اس قسم کا اختلاف شرعی مسائل میں جامد الفہم ہونے کی دلیل ہے۔ اور اس خامی کو دور کرنے کی غرض سے پروفیسر مواہب ماخوذی رکن جمعیت فلکیاتِ لبنان کے ایک مضمون کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ روزے پورے ایک مہینے کے فرض ہیں۔ خواہ مہینہ کتنے ہی دن کا ہو۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ عربی مہینہ قمری ہوتا ہے جس کی تعداد ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور ۲،۹ سیکنڈ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی مہینے یا ۲۹ دن کے ہوتے ہیں یا ۳۰ دن کے۔

قمری مہینے کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب سورج اور چاند زمین سے ایک ہی سمت (لائن) میں ہوں۔ اور زمین کے ساتھ ایک ہی سیدھ میں ہوں۔ اسی کو فلکی اصطلاح میں اجتماع نیّرین (یعنی دو سیاروں کا اجتماع) کہتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ آفتاب و ماہتاب کی لائنوں میں ذرہ برابر بھی فرق نہ ہو۔

ہلال پیدا ہونے کی تین صورتیں ہوتی ہیں:۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ یہ اجتماع نیّرین افق کے نیچے ہو۔ اس صورت میں رویتِ ہلال پورے طول البلد میں کسی جگہ بھی ممکن نہیں، جیسا کہ اب کے رمضان میں ہوا۔ یعنی اب کے ظہورِ ہلال چہار شنبہ کی صبح کو ۴ بج کر ۳۹ منٹ پر ہوا۔ اور سہ شنبہ کی شام کو وہ غروب فتاب سے نصف گھنٹہ پہلے ہی غروب ہو چکا تھا۔ لہٰذا شام یا اس کے کسی طول البلد میں رویتِ ہلال کیونکر ہو سکتی تھی؟

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ یہ اجتماع نیّرین غروب آفتاب سے پہلے اور اُفق کے اوپر ہوتا ہے۔ لیکن چاند پہلے اور آفتاب ندمیں غروب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس حالت میں بھی رویتِ ہلال ناممکن ہوتی ہے۔ یہ دونوں مذکورہ شکلیں ایسی ہیں جن میں شرع رویتِ ل کو تسلیم نہیں کرتی۔

(۳) تیسری صورت جس میں فی الواقع اجتماع نیّرین مکمل ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ اجتماع افق کے اوپر اور غروب آفتاب سے پہلے ہو پھر غروب آفتاب پہلے اور غروب ماہتاب بعد میں ہو۔ یہی ایک صورت ہے جس میں ہلال نظر آنا ممکن ہے۔ رویت کا حساب

اسی سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ شرع شریف کے عین مطابق ہے۔

مذکورۂ بالا گفتگو کے بعد یہ بات واضح کر دینی چاہتا ہوں کہ ثبوتِ ہلال کے بارے میں شرع اور علم افلاک کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف مفتیانِ ہلال اور علم فلکیات کے درمیان ہے یا ان دو طبقوں کے درمیان ہے جن میں ایک وہ ہے جو نصوصِ شرعیہ کے صحیح فہم سے بہت دور ہے اور دوسرا وہ ہے جو اس ایٹمی دَور میں صحیح اور قطعی علم پر یقین رکھتا ہے۔

ایک حدیث نبوی ہے کہ "ہم ایسی اُمّی اُمت ہیں جو لکھنا پڑھنا اور حساب کتاب نہیں جانتی۔ مہینہ یا تو یوں ہوتا ہے یا یوں یعنی کبھی تیس دن کا اور کبھی انتیس دن کا" اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ حضور نے مہینے کی بنیاد ظاہر پر رکھی ہے اور دقیق ریاضی کا پابند اس لئے نہیں کیا کہ اُمت اُمی ہے اور حساب کتاب سے واقف نہیں۔ اگر حساب کا پابند کرتے تو امت کے لئے بڑی مصیبت ہو جاتی اور اس کو ایسے دشوار علم فلکیات اور دوسرے دقیق علوم کا محتاج ہونا پڑتا جو باہم ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں۔

لیکن جب اُمت میں واقفیت کے ذرائع پیدا ہو گئے ہوں اور وہ حساب کتاب بھی کرنے لگی ہو تو اس کے ساتھ حدیث کا حکم بھی بدل جائے گا، اور مہینے معلوم کرنے کے تمام طریقوں کی مدد سے وہ قطعی علمی فیصلے کی طرف رجوع کرے گی۔ اگر علمائے فلکیات علمی طریقے پر یہ ثابت کر دیں کہ آج کی شب ہلال کا وجود نہیں ہوگا اور وہ غروب آفتاب سے پہلے ہی غروب ہو جائے گا۔ تو ان کی یہ تحقیق بمنزلہ علمی و عقلی رویت کے ہوگا جس کے بعد عینی رویت کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ اس عقلی و علمی رویت میں خطا و لغزش کا کوئی امکان نہیں ہے۔

میں نے جمہوریہ لبنان کے مفتی کی جناب میں فلکی حساب کے چارٹ کے ساتھ ایسے اعداد و شمار بھیج دئے تھے جن میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں۔ اس میں بتا دیا تھا کہ ۱۱ مئی ۱۹۵۶ء یوم چہار شنبہ کی صبح کو (لبنان کے وقت سے) چار بج کر انتالیس منٹ پر ہلالِ رمضان کا وجود ہوگا۔ اور سہ شنبہ کی شام کو چاند کا مرکز غروب سورج کے غروب سے نصف گھنٹہ پہلے واقع ہوگا۔ لہٰذا افق کے اوپر اس کی رویت قطعی ناممکن ہوگی۔ یہ تحقیق علمی اس ایٹمی دَور میں ناقابلِ انکار ہے۔ لیکن مفتی موصوف نے اس کے علی الرغم یہ اعلان فرما دیا کہ رمضان سہ شنبہ سے شروع ہوگا یعنی ماہِ شعبان ختم ہونے سے پہلے ہی۔ اور یہ سب کچھ اپنی آن باقی رکھنے کے جذبے سے ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔ کسی نے روزہ رکھا اور کسی نے نہ رکھا۔

یہ انتشار و اختلاف مسلمانوں کے لئے کوئی نئی بات نہیں۔ ہر سال یہی ہوتا ہے کہ شام اور اردن میں تو رمضان ہوتا ہے اور اسی طول البلد پر دوسری جگہ شعبان ہوتا ہے۔ ایک جماعت روزہ رکھتی ہے اور دوسری نہیں رکھتی۔ اور بالکل یہی تماشا اس وقت بھی ہوتا ہے جب ہلال عید معلوم کرنے کا وقت آتا ہے۔ ایک جگہ عید ہو رہی ہے۔ اور دوسری جگہ روزہ رکھا جا رہا ہے۔ یعنی ایک ہی وقت میں مسلمان اپنے دینی شعائر ادا کرنے میں مختلف ہو جاتے ہیں۔

اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ مفتیانِ ہلال کے لئے اس اٹامک دَور میں یہ ضروری ہے کہ وہ علمی ذرائع کی طرف متوجہ ہوں اور اس دقیق مگر قطعی علم کے اصول و قواعد کی پیروی کریں۔ ایک ماہر فلکیات سینکڑوں سال پہلے بتا دیتا ہے کہ فلاں دن اسے

ہم کرتے منٹ اور اتنے سیکنڈ پر سورج یا چاند میں گرہن لگے گا۔ اور یہ بھی بتا دیتا ہے کہ یہ گہن اتنے حصے پر ہوگا یا پورا ہوگا۔ ماہر علم افلاک بہت پہلے یہ ٹھیک طور پر بتلا دیتا ہے کہ کسی مہینے کی پہلی تاریخ کب ہوگی۔ اگر مسلمان اس علمی تحقیق کو اختیار کر لیں تو وہ اس تذبذب میں نہ پڑیں گے کہ آج چاند ہوگا یا نہیں۔

ہم جس طرح وقت آنے سے پہلے نماز کو نا جائز کہتے ہیں اسی طرح روزے کا وقت آنے سے پہلے روزے کو بھی نا جائز کہنا چاہیئے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ فتوائے رمضان دینے والے ذمے دار حضرات ماہرین فلکیات کی رائے سے روشنی حاصل کریں۔ قرآن میں ہے:۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے دریافت کر لو۔

علم بہترین راہنما اور بہترین مددگار ہے۔ اگر کسی حقیقت کی فقہا مخالفت کرتے ہیں تو اس سے کسی علم کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ علم کا مقام ہی ایسا ہے کہ تمدن سے گریز کرنے والوں کی مخالفت اسے پامال نہیں کر سکتی۔

(مترجمہ) محمد جعفر شاہ پھلواروی

اسلام کا نظریۂ تعلیم
مصنفہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین ایم۔اے
قیمت ایک روپیہ

اسلام میں حیثیت نسواں
مصنفہ محمد مظہر الدین صدیقی
قیمت تین روپے

اسلام کا نظریۂ تاریخ
مصنفہ محمد مظہر الدین صدیقی
قیمت تین روپے

ازدواجی زندگی کیلئے قانونی تجاویز
مصنفہ مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی
قیمت ۱۵ر آنے

طب العرب
مصنفہ سید علی احمد نیر واسطی
قیمت چھ روپے

اسلام اور رواداری
مصنفہ رئیس احمد جعفری
قیمت چھ روپے

— ملنے کا پتہ —

سکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ - ۲ - کلب روڈ - لاہور